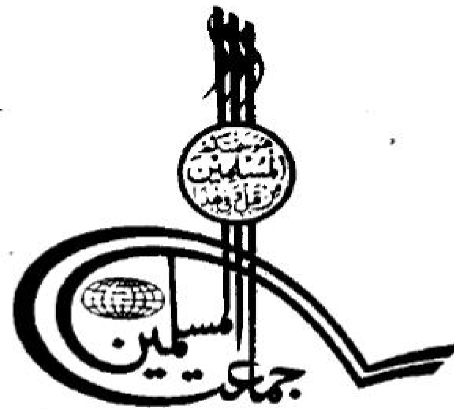
بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دعوتِ حق

مرتبہ

مسعود احمد صاحب

امام جماعت المسلمین



شائع کردہ

ادارہ مطبوعاتِ اسلامیہ

۲/۱۶۲۔ حسین آباد ۱ فیڈرل بی ایریا، کراچی ۳۸

فون ۶۳۲۴۱۰۴ ــــ ۶۳۲۳۳۶۴

قیمت :- ۴/- روپے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دعوتِ حق

اُمّت میں اس وقت متعدد فرقے پائے جاتے ہیں۔ ہر فرقہ "کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ" کے بمصداق اپنے عقائد اور اعمال کو حق سمجھتا ہے اور ان پر پوری طرح سے مطمئن اور مگن ہے۔ عقائد اور اعمال کے لحاظ سے ہر فرقہ دوسرے فرقے سے کافی حد تک مختلف ہے لیکن اس کے باوجود ان تمام فرقوں میں کچھ قدریں مشترک ہیں جن پر سب کا اتفاق ہے اور یہی وہ قدریں ہیں جن پر تمام فرقوں کو جمع ہونے کی دعوت بآسانی دی جاسکتی ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قدرِ مشترک رکھنے والوں کو اسی اصول پر مجتمع و متّحد ہونے کی دعوت دی ہے :-

(۱) قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰی کَلِمَۃٍ سَوَآءٍۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰہَ وَلَا نُشْرِکَ بِہٖ شَیْئًا وَّلَا یَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْھَدُوْا بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ ۝
(اٰل عمران - ۶۴)

(اے رسول! ان سے) کہئے : اے اہلِ کتاب ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہم میں اور تم میں مشترک ہے، (وہ یہ) کہ ہم اللہ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے ساتھ ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور اللہ کے علاوہ (آپس میں) ایک دوسرے کو اپنا رب نہ بنائیں، پھر اگر یہ (اس دعوت سے) منہ موڑیں تو (اے مسلمین ان سے) کہہ دو (کہ اے اہلِ کتاب) تم گواہ رہنا کہ ہم تو مسلم ہیں (ہم ان اصولوں کو مانتے بھی ہیں اور ان پر کاربند بھی ہیں)۔

فرقہ بندی کی ابتداء اللہ پرستی چھوڑنے اور شخصیت پرستی اختیار کرنے سے ہوتی کسی شخص سے عقیدت جب غلو کی حد تک پہنچ جائے یعنی حب ۳۱ کے قول اور فعل

بلکہ معیارِ حق سمجھ لیا جائے تو پھر یہ عقیدت شخصیت پرستی کے مترادف ہے اور یہی وہ چیز ہے جس کی ممانعت اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت میں فرمائی ہے۔ جب کسی شخص کو عقیدت واحترام کا اتنا بلند مقام دے دیا جائے کہ اس کی بات کو حتمی و قطعی سمجھ لیا جائے تو یہ گویا اس کو ربّ بنانا ہے۔

دینی معاملات میں فیصلہ کرنے کا حق صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور یہ چیز توحید کے مسلّمہ اصولوں میں سے ایک اصول ہے اور اس کا ماننا شرطِ ایمان ہے۔

اللہ تعالیٰ کے تمام احکامِ شرعیہ قرآن اور حدیث کے اندر محفوظ و مکمل ہیں اور قرآن اور حدیث تقریبًا تمام فرقوں میں مشترک ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"اے لوگو! میں تم میں ایسی چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اسے مضبوطی سے پکڑ لیا تو کبھی گمراہ نہیں ہوگے : اللہ کی کتاب اور اُس کے نبی کی سنّت۔" (رواہ الحاکم فی کتاب العلم۔ المستدرک وسندہ حسن۔ التعلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ جزء اوّل ص۲۶)

جب کتاب اللہ اور سنّتِ رسول ہی کو مضبوطی سے پکڑنے سے گمراہی سے بچا جا سکتا ہے تو آیئے کتاب اللہ اور سنّتِ نبوی کو مضبوطی سے پکڑ لیں اور اسکے خلاف کسی کی بات نہ مانیں۔

اوپر ہم یہ بتا چکے ہیں کہ کسی شخص کو عقیدت اور احترام کا اتنا بلند مقام دینا کہ اس کی بات کو قطعی اور واجب التعمیل سمجھا جائے اس کو رب بنانا ہے۔ اب ہم اس کی مزید وضاحت کرتے ہیں :۔

اہلِ کتاب اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ آپس میں ایک دوسرے کو اپنا ربّ نہیں بنانا چاہیئے، ربّ صرف اللہ تعالیٰ ہے، اُس کے علاوہ کوئی ربّ نہیں۔ ان کے اسی اقرار کو بنیاد بنا کر اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو مسلمین میں اور تم میں مشترک ہے۔ اہل کتاب کا اس اصول کو تسلیم کرنا صرف ان کی زبانوں پر تھا، عملاً وہ اس پر کاربند نہیں تھے بلکہ انہوں نے ایک دوسرے کو اپنا ربّ بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

(٢) اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ (التوبۃ ۔ ٣١) اہلِ کتاب نے اپنے علماء اور اپنے پیروں کو اللہ کے علاوہ اپنا ربّ بنا رکھا ہے اور مسیح ابن مریم کو بھی (ربّ بنا رکھا ہے)۔

بالکل یہی حال اس امّت کے فرقوں کا ہے، وہ بھی زبان سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کو اپنا ربّ نہیں بنانا چاہیئے یعنی کسی شخص کی رائے اور قیاس کو شریعت کا درجہ نہیں دینا چاہیئے، لیکن اس زبانی اقرار کے باوجود اہل کتاب کی طرح وہ بھی عملاً اس اصول پر کاربند نہیں ہیں اور اس کا زندہ ثبوت موجودہ فرقوں کا وجود ہے۔ کسی اصول کو محض زبان سے تسلیم کرنا اور عملاً اس سے روگردانی کرنا حقیقت پسندی کے خلاف ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ دل کی گہرائیوں سے یہ اصول تسلیم نہیں ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ اصولاً جس ذات یا شخصیت کو وہ آخری سند قرار نہیں دیتے، کس طرح عمل کی دنیا میں اُسی کو آخری سند قرار دیتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو جب قرآن مجید اور احادیثِ صحیحہ کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دی جاتی ہے تو وہ عقیدت کے جذبہ سے سرشار ہوکر دل میں ایک قسم کا انقباض محسوس کرتے ہیں گویا عقیدت کا یہ جذبہ انہیں اس شخصیت سے جس سے ان کو عقیدت ہوتی ہے بالاتر ہوکر سوچنے اور سمجھنے میں رکاوٹ پیدا کرتا ہے۔ وہ عقیدت میں اتنا کھو جاتے ہیں کہ بالاترین ہستی کے فرمان کو عملاً نظرانداز کر دیتے ہیں۔ غرض یہ کہ اہلِ کتاب کی طرح اصول تسلیم کرنے کے باوجود عملاً اس اصول سے انحراف کرتے ہیں اور جس شخصیت پرستی کا وہ اصولاً انکار کرتے ہیں اُسی شخصیت پرستی کو عملاً اختیار کرتے ہیں۔ قول اور فعل کا یہ تضاد اور عقیدت میں اتنا غلو کیا ایمان کے منافی نہیں ہے؟

اوپر ہم بتا چکے ہیں کہ اللہ ذوالجلال والاکرام نے اہل کتاب کو ایسی قدروں کی طرف دعوت دی جو مسلمین اور اہل کتاب میں مشترک تھیں، یعنی (١) اللہ تعالےٰ کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کریں (٢) اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی قسم کا ذرا سا بھی شرک نہ کریں اور (٣) ایک دوسرے کو اپنا ربّ نہ بنائیں۔

اوپر ہم یہ بھی بتا چکے ہیں کہ اہلِ کتاب کے زبانی اقرار کے اعتبار سے تو یہ قدریں مشترک تھیں لیکن عملی اعتبار سے یہ قدریں مشترک نہیں تھیں۔ انہوں نے آپس میں ایک دوسرے کو اپنا ربّ بنا رکھا تھا اور عملاً وہ شخصیت پرستی کا شکار ہو گئے تھے۔ ان کا زبان سے اقرار کرنا کافی نہیں سمجھا گیا۔ ان کو دعوت دی گئی کہ وہ عملاً بھی اس اصول کو تسلیم کریں اور مسلمین کے ساتھ ہم آہنگ ہو جائیں۔

اب ہم شخصیت پرستی کی قباحت پر روشنی ڈالتے ہیں۔ سورۂ توبہ کی جو آیت صـ۳ پر درج کی گئی ہے اس کے آگے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ (التوبۃ - ۳۱)

(اہلِ کتاب نے علماء اور مشائخ کو ربّ بنا لیا تھا) حالانکہ انہیں یہ حکم دیا گیا تھا کہ ایک اِلٰہ کی عبادت کریں، اُس (ایک) اِلٰہ کے علاوہ کوئی اِلٰہ نہیں۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اہلِ کتاب، علماء اور مشائخ کی عبادت کرتے تھے حالانکہ انہیں صرف ایک اِلٰہ کی عبادت کا حکم تھا۔ وہ عبادت کیا تھی اس کا ذکر مندرجہ ذیل حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :- "وہ (بظاہر) تو عالموں اور پیروں کی عبادت نہیں کرتے تھے لیکن جب ان کے عالم اور پیر اُن کے لئے کسی چیز کو حلال کر دیتے تھے تو وہ اس کو حلال سمجھتے تھے اور جب وہ کسی چیز کو ان پر حرام کر دیتے تھے تو وہ اس کو حرام سمجھتے تھے۔" (رواہ الترمذی فی کتاب التفسیر وحسنہ)

اس آیت اور حدیث سے ثابت ہوا کہ کسی عالم یا درویش کو شریعت ساز سمجھنا گویا اس کو ربّ بنانا ہے۔ اہلِ کتاب کو صرف ایک اِلٰہ کی عبادت کا حکم تھا لیکن انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا بلکہ علماء اور پیروں کو ربّ بنا کر عملاً کئی اِلٰہ بنا لئے۔ ظاہر ہے کہ ان کا یہ عمل شرک تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اسی آیت میں آگے فرمایا :-

سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ (التوبۃ - ۳۱)

اللہ ان کے شرک سے جو یہ کر رہے ہیں پاک ومنزّہ ہے۔

پوری آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ اہلِ کتاب نے علماء اور مشائخ کو ربّ بنایا یعنی ان کی عبادت کی، ان کو اِلٰہ بنا لیا اور اس طرح عملی طور پر شرک کیا، اللہ تعالیٰ ان کے اس شرک سے پاک و منزّہ ہے۔

قارئین کرام سمجھ گئے ہوں گے کہ اہلِ کتاب عقیدۃً مشرک نہیں تھے، زبان سے بھی عقیدۂ توحید کا اقرار کرتے تھے لیکن اس کے باوجود وہ مشرک تھے۔ کیوں؟ صرف اس لئے کہ ان کا عمل اس عقیدۂ توحید کے منافی تھا، وہ کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے۔ اس آیت سے یہ بھی ثابت ہوا کہ توحید کے منافی عقیدہ رکھنا یا زبان سے اقرار کرنا ہی شرک نہیں بلکہ توحید کے منافی عمل کرنا بھی شرک ہے۔ الغرض شخصیت پرستی ایسا ہی شرک ہے جیسا کہ (نعوذ باللہ) عیسٰی علیہ السلام کو اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کا بیٹا بنانا، کیونکہ اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ نے دونوں کو یکجا ذکر فرمایا ہے۔

شخصیت پرستی اختلاف و افتراق کی اصل وجہ ہے۔ اسی سے فرقہ بندی کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی سے فرقہ بندی کی حفاظت ہوتی ہے۔ یہی ضد اور ہٹ دھرمی کا باعث ہے اور اسی کی وجہ سے حق کا انکار کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۳) وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلَ الَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِهِمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَتْهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَلٰكِنِ اخْتَلَفُوْا فَمِنْهُمْ مَّنْ اٰمَنَ وَمِنْهُمْ مَّنْ كَفَرَ۔ (البقرۃ - ۲۵۳)

اگر اللہ چاہتا تو ان (نبیوں کے انتقال) کے بعد لوگ کھلے دلائل آجانے کے بعد کبھی نہ لڑتے لیکن انہوں نے (کھلے دلائل کی موجودگی میں) اختلاف کیا پھر ان میں سے کچھ لوگ تو ایمان لے آئے اور کچھ لوگوں نے (حق کا) انکار کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کا قانونِ مشیّت ہی یہی ہے کہ جو لوگ شخصیت پرستی اور ضد کی وجہ سے حق کا انکار کر دیں ان کا ایمان لانا ناممکن ہے۔ ان کا ایمان نہ لانا شخصیت پرستی، ضد اور ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرّر ہے۔

غور کیجئے، کیا یہی حال آجکل موجودہ فرقوں کا نہیں ہے؟ کیا یہ لوگ قرآن مجید اور حدیثِ نبوی کے کھلے دلائل آنے کے بعد محض بزرگوں کی شخصیت کو بہانہ بنا کر غلط عقیدہ

اور غلط عمل پر قائم نہیں رہتے ؟ کیا یہ لوگ قرآن مجید اور صحیح حدیث کے کھلے دلائل کو چھوڑ کر اپنے فقہی مذہب پر نہیں چلتے ؟ کیا یہ مؤمن کی شان ہے کہ اپنے فقہی مذہب پر قرآن مجید اور حدیث نبوی کو قربان کر دے ؟ کھلے دلائل کی عدم موجودگی میں بھی اختلاف بری چیز ہے لیکن کھلے دلائل کی موجودگی میں اختلاف پر قائم رہنا اس سے بھی زیادہ بری چیز ہے۔ یہ تو حق کا صاف انکار ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے دین میں مختلف بزرگوں کے اقوال و آراء کو شامل کرنا شرک فی الدین نہیں ہے ؟ پھر سوچیئے کہ ان اقوال و آراء کو قرآن مجید اور حدیثِ نبوی پر ترجیح دینا کتنا بڑا شرک ہو گا ؟ العیاذ باللہ !

اگر آبائی مذہب حق ہے تو پھر کس فرقہ کا مذہب حق ہے۔ ظاہر ہے کہ سب فرقہ وارانہ یا آبائی مذاہب تو حق نہیں ہو سکتے۔ حق تو ایک ہی ہو سکتا ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ ان مذاہب میں عقائد اور اعمال کا زبردست اختلاف ہو، حلال اور حرام کا فرق ہو پھر بھی وہ سب حق ہوں۔

قرآن مجید اور حدیثِ نبوی بے شک حق ہے اور یہی معیارِ حق ہے۔

کتنا بڑا ظلم ہے کہ لوگوں نے علماء اور بزرگوں کے اقوال و افعال کو معیار بنا لیا اور قرآنِ مجید اور احادیثِ صحیحہ کو ان پر پرکھنے لگے۔ اگر قرآن مجید کی آیت یا کسی حدیثِ صحیح کا مفہوم ان کے کسی بزرگ کے قول و فعل کے خلاف ہوا تو آیت یا حدیث کو مسترد کر دیا۔ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ کا دین اپنی اصل حالت پر قائم رہ سکتا ہے ؟ کیا اس طرح اختلاف و افتراق مٹ سکتا ہے ؟ کیا اس طرح فرقہ بندی کو ختم کیا جا سکتا ہے ؟ ہرگز نہیں۔ ہر وہ شخص جس کے دل میں ذرا سا بھی اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور جو ذرا سی بھی عقلِ سلیم رکھتا ہے وہ اس طرزِ عمل کے بطلان پر اللہ تعالیٰ کی قسم کھا سکتا ہے۔ بزرگوں کے قول و فعل کو معیار بنانے سے اختلاف ختم نہیں ہو گا بلکہ اور بڑھتا چلا جائے گا۔ جتنے بزرگ، اُتنے ہی معیار اور جتنے معیار، اتنے ہی مذاہب۔ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ جو چیز باعثِ اختلاف و افتراق ہے اسی کو معیار بنا بیٹھے ؟ ایسی صورت میں اختلاف و افتراق کیسے ختم ہو گا اور اُمت کس طرح متحد و متفق ہو گی ؟

اللہ تعالیٰ نے تو اس اختلاف و افتراق کی جڑ کو ختم کرنے کے لئے فرمایا تھا :-

④ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ۝ (الاعراف ـ ۳)

(اے لوگو!) جو (شریعت) تم پر تمہارے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے (بس) اُسی کی پیروی کرو، اس کے علاوہ ولیوں کی پیروی نہ کرو، (مگر) تم نصیحت کم ہی قبول کرتے ہو۔

اس آیت نے معاملہ کو بالکل صاف کر دیا۔ آیت کی رُو سے پیروی صرف اس چیز کی کرنی ہے جو منزل من اللہ ہو۔ منزل من اللہ قرآن مجید اور حدیثِ نبوی ہے اور بس، لہٰذا صرف قرآن مجید اور حدیث نبوی کی پیروی کرنی چاہیئے۔ علماء اور ائمہ کے اقوال و افعال، موروثی اور آبائی مذہب اور تمام فرقہ وارانہ مسالک و مذاہب یقیناً منزل من اللہ نہیں ہیں لہٰذا آیت مذکورہ کی رو سے ان کی پیروی منع ہے۔ سوچیئے کیا ایمان کی یہی شان ہے کہ جس کی پیروی کو اللہ تعالیٰ نے فرض کیا تھا اس کی پیروی تو کرتے نہیں اور جس چیز کی پیروی کو اللہ تعالےٰ نے ممنوع قرار دیا تھا اس کی پیروی میں لگے ہوئے ہیں، اس کو سینے سے لگا رکھا ہے اور نتیجۃً فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ کیا یہ فرقہ بندی آپ کو پسند ہے؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

⑤ قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلٰٓى اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِّنْ فَوْقِكُمْ اَوْ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِكُمْ اَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَّ يُذِيْقَ بَعْضَكُمْ بَاْسَ بَعْضٍ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُصَرِّفُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّهُمْ يَفْقَهُوْنَ ۝ (الانعام ـ ۶۵)

(اے رسول!) کہہ دیجئے کہ اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے عذاب بھیج دے، یا تمہارے پیروں کے نیچے سے عذاب بھیج دے یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھائے، (اے رسول) دیکھیئے ہم کس کس طرح الفاظ بدل بدل کر اپنی آیتوں کو بیان کرتے ہیں تاکہ یہ لوگ سمجھ جائیں۔

حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں :- جب آیت کا یہ حصہ نازل ہوا، "اللہ اس بات پر قادر ہے کہ تم پر تمہارے اوپر سے کوئی عذاب بھیج دے" تو اس پر رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "میں (اپنی امت کے لئے) اس عذاب سے تیرے چہرے کی پناہ طلب کرتا ہوں۔" پھر جب آیت کا یہ حصہ نازل ہوا، "یا تمہارے پیروں کے نیچے سے (کوئی عذاب بھیج دے)" تو اس پر بھی آپ نے فرمایا،"میں (اپنی امت کے لئے اس عذاب سے بھی) تیرے چہرے کی پناہ طلب کرتا ہوں۔" پھر جب یہ حصہ نازل ہوا "یا تمہیں فرقہ فرقہ بنا کر ایک دوسرے سے الجھا دے اور آپس کی لڑائی کا مزا چکھا دے" تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "یہ عذاب آسان ہے یا (پہلے دونوں عذابوں کے مقابلے میں) ہلکا ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب التفسیر، سورہ انعام آیت ۶۵)

دیکھئے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرقہ بندی کو اپنا عذاب فرمایا تو کیا آپ کو اس عذاب میں رہنا پسند ہے؟ کیا آپ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے عذاب میں مبتلا رکھے؟

فرقہ بندی بغیر اختلاف کے وجود میں نہیں آتی لہٰذا ثابت ہوا کہ اختلاف ہی عذاب کی اصل وجہ ہے، اختلاف ہی عذاب کا باعث ہے۔ اس سلسلہ میں کسی نے ایک جملہ " اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ " (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) گھڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا۔ عوام نے بھی علماء کے کہنے سے اسے حدیث سمجھ لیا۔ اس طرح فرقہ بندی کے لئے جواز پیدا کر لیا گیا۔ اب فرقہ بندی ختم ہو تو کیسے؟ کیا اب بھی آپ کو ہوش نہیں آئے گا کہ اس عذابِ الٰہی سے نجات حاصل کرنے کی فکر کریں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۶) وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ○ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ

اور (اے رسول!) اگر آپ کا رب چاہتا تو سب لوگوں کو ایک جماعت بنا دیتا (لیکن آپ کے رب نے ایسا نہیں چاہا، تو اب یہ ہوگا کہ) لوگ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے مگر جس پر آپ کے رب کی رحمت ہو جائے

جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ٥

(ھود ۔ ۱۱۸ و ۱۱۹)

(بس وہی اختلاف سے بچ جائے گا) اور اس نے تو اسی لئے ان کو پیدا کیا ہے (کہ ان پر رحم وکرم کرے لیکن لوگ اختلاف کر کے اپنے آپ کو رحم وکرم کے بجائے دوزخ کا مستحق بنا لیتے ہیں تو اے رسول! اس طرح) آپ کے ربّ کی وہ بات پوری ہو کر رہے گی (جو وہ پہلے ہی کہہ چکا ہے) کہ وہ ضرور دوزخ کو جنات اور انسانوں سے بھر دے گا۔

مندرجہ بالا آیت سے ثابت ہوا کہ :۔

(۱) اللہ تعالےٰ سب کو ایک جماعت دیکھنا پسند کرتا ہے لیکن اس کی مشیّت یہی ہے کہ وہ زبردستی ایسا نہیں کرتا کہ سب کو ایک کر دے ،

(۲) لوگ ہمیشہ اختلاف میں مبتلا رہیں گے ،

(۳) اختلاف سے صرف وہ لوگ بچ جائیں گے جن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہوگی ،

(۴) اللہ تعالیٰ نے سب کو اپنی رحمت سے نوازنے کے لئے پیدا کیا ہے لیکن وہ خود اپنے کو اس کا مستحق نہ بنا کر دوزخ میں جانے کا سامان کرتے ہیں ،

(۵) اختلاف کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ دوزخ کو بھر دے گا۔

الغرض اختلاف موجبِ رحمت نہیں ، موجبِ عذاب ہے اور نہ صرف دنیا میں موجبِ عذاب ہے بلکہ آخرت میں بھی موجبِ عذاب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا :۔

"اختلاف نہ کیا کرو کیونکہ تم سے پہلے جو لوگ تھے انہوں نے اختلاف کیا تو وہ ہلاک ہو گئے"۔ (صحیح بخاری کتاب بدء الخلق وروی مسلم نحوہٗ فی کتاب العلم)

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ اگر اختلاف رحمت ہوتا جیسا کہ بعض علماء کا خیال ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اختلاف سے کیوں منع کرتے ؟ اختلاف اگر رحمت ہے تو اتّفاق کیا ہوگا ؟ کیا اتّفاق اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے ؟

الغرض اختلاف کی وجہ سے فرقہ بندی پیدا ہوتی ہے اور جب تک فرقہ بندی ختم نہ ہو فلاح و کامرانی کی امید بے سود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"جو لوگ تم سے پہلے گزرے ہیں تم ضرور ان کے قدم بقدم چلو گے حتیٰ کہ اگر وہ کسی ضب کے بل میں داخل ہوئے تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے (یعنی تم بھی ضب کے بل میں داخل ہو جاؤ گے)"۔

صحابہ نے پوچھا :۔

"اے اللہ کے رسول ! (کیا اگلے لوگوں سے مراد) یہود و نصاریٰ ہیں ؟"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"تو (اور) کون (ہو سکتا ہے) ؟" (صحیح بخاری کتاب الاعتصام)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ امت یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔

"خبردار ہو جاؤ اہل کتاب میں سے جو لوگ تم سے پہلے ہوئے ہیں وہ ٧٢ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور یہ ملت ٧٣ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ ٧٢ فرقے دوزخ میں (جائیں گے) اور ایک جنت میں (جائے گا) اور وہ "الجماعت" ہو گی"۔ (ابو داؤد کتاب السنۃ وسندہ صحیح۔ التحلیقات للالبانی علی المشکوٰۃ ١/٦١)۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اس امت کے بھی فرقے ہو جائیں گے جس طرح اہلِ کتاب کے فرقے ہوئے تھے یعنی افتراق کے معاملہ میں بھی یہ امت یہود و نصاریٰ کے نقشِ قدم پر چلے گی بلکہ ان سے بھی ایک دو قدم آگے نکل جائے گی۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ اہلِ کتاب کس طرح اور کن حالات میں فرقوں میں تقسیم ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

(٧) وَمَا تَفَرَّقَ الَّذِيْنَ أُوْتُوا الْكِتَابَ إِلَّا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَتْهُمُ — اہلِ کتاب فرقوں میں منقسم نہیں ہوئے مگر اس وقت جبکہ ان کے پاس کھلی دلیل

الْبَيِّنَةُ (لم یکن الذین کفروا ـ ۴) | (شریعت) آچکی تھی ۔

⑧ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ (آل عمران ـ ۱۹)

اہلِ کتاب نے اختلاف نہیں کیا مگر اس حالت میں کہ ان کے پاس علم (شریعت) آچکا تھا (پھر محض) آپس کی ضد کی وجہ سے (وہ اس اختلاف پر جمے رہے)۔

آیاتِ بالا سے معلوم ہوا کہ اہلِ کتاب کھلی دلیل کی موجودگی میں محض ضد کی وجہ سے اختلاف پر اڑے رہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کئی فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ اگر وہ کھلی دلیل مل جانے کے بعد اختلاف کو ختم کر دیتے تو فرقے وجود میں نہ آتے۔ یہی حال اس اُمّت کا بھی ہوا۔ انہوں نے بھی اہلِ کتاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے محض ضد و ہٹ دھرمی کی بناء پر حق کو قبول نہیں کیا۔ قرآن مجید اور حدیث نبوی کی کھلی دلیل مل جانے کے بعد بھی اپنے اختلاف پر جمے رہے۔ نتیجہ وہی ہوا جو اہلِ کتاب کا ہوا تھا یعنی یہ بھی انہی کی طرح فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ مختلف فرقوں کا وجود اس پر کھلی شہادت ہے۔ ان فرقوں کا یہ حال ہے کہ اگر ان میں سے کسی فرقے یا فرقے کے کسی فرد کے پاس قرآن مجید یا حدیثِ نبوی کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ محض ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے اُسے قبول نہیں کرتا اور اپنے فرقہ وارانہ مذہب پر قائم رہتا ہے۔ ایسی صورت میں کیسے ممکن ہے کہ سب فرقے ایک ہو جائیں؟ اس کی اگر کوئی صورت ہے تو بس ایک، اور وہ یہ کہ فرقوں کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں اور اس جنّتی طائفہ کے ساتھ شامل ہو جائیں جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "الجماعت" کہا تھا۔ یہ جماعت کن لوگوں کی ہو گی اس کی بھی وضاحت حدیث میں موجود ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:۔

تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَ اِمَامَهُمْ | جماعت المسلمین اور ان کے امام سے چمٹے رہنا۔

اسی حدیث میں ہے کہ حضرت حذیفہ رضؓ نے پوچھا:۔

فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُمْ جَمَاعَةٌ وَّلَا اِمَامٌ ؟ — اگر نہ (مسلمین) کی جماعت ہو اور نہ امام (تو کیا کروں) ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

فَاعْتَزِلْ تِلْكَ الْفِرَقَ كُلَّهَا — ایسی صورت میں (بھی) تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا۔

(صحیح بخاری کتاب الفتن وصحیح مسلم کتاب الامارۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنتی طائفہ جماعت المسلمین ہوگی ، باقی سب فرقے ہوں گے ، ان پر جماعت المسلمین کا اطلاق نہیں ہوگا اور نہ وہ جماعت المسلمین کہلانے ہوں گے۔

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین سے وابستہ رہنا اور تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا ضروری ہے حتیٰ کہ اگر جماعت المسلمین نہ ہو تو بھی فرقوں میں شامل نہیں ہونا چاہیئے۔ تعجب تو ان لوگوں پر ہے جو فرقہ بندی کو لعنت سمجھتے ہوئے بھی ان فرقوں سے علیحدہ نہیں ہوتے۔ یہ درحقیقت قول وفعل کا تضاد ہے۔ زبان سے تو انہیں اقرار ہے کہ فرقہ بندی ضلالت ہے اور اس اصول میں وہ ہمارے ساتھ متفق ہیں کیونکہ یہ اصول ہمارے اور ان کے درمیان مشترک ہے لہٰذا اسی مشترک اصول پر ہم ان کو عمل کی دعوت دیتے ہیں۔ ہم ان سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ اس اصول پر عملاً بھی کاربند ہوجائیں اور تمام فرقوں سے علیحدہ ہوکر جماعت المسلمین اور ان کے امام سے وابستہ ہوجائیں۔ فرقوں میں رہتے ہوئے نہ اصلاح ہوسکتی ہے ، نہ اتفاق ہوسکتا ہے۔ اگر کسی مسئلہ میں کھلی دلیل کو مان بھی لیا تو آخر تمام کھلی دلیلوں کو مان لینے کے لئے عمرے باید۔ مزید برآں کسی مسئلہ میں کسی کھلی دلیل کو مان لینے سے فرقہ بندی ختم نہیں ہوگی۔ فرقہ بندی کو ختم کرنے کا ایک ہی ذریعہ ہے وہ یہ کہ ان فرقوں کے وجود کو ختم کردیا جائے ، براہ راست قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کا اتباع کیا جائے ، اس طرح نہ اختلاف رہے گا اور نہ فرقے رہیں گے۔

فرقہ بندی کی حیثیت

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۹) وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ○ مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا، كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ○ (الروم - ۳۱ و ۳۲)

مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ (یعنی) ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے ہو گئے۔ تمام فرقے جو کچھ ان کے پاس ہے اسی میں مگن ہیں۔

آیتِ مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ فرقہ بندی کے ڈانڈے شرک سے جا ملتے ہیں اور اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے۔ جب کسی شخص کے پاس جو کسی خاص فرقے سے تعلق رکھتا ہو قرآن مجید یا حدیثِ نبوی کی کھلی دلیل پہنچتی ہے تو وہ اسے تسلیم نہیں کرتا۔ اپنے مذہب کو مانتا ہے، اپنے امام، پیر یا بزرگ کے قول و فعل کو تو حجّت سمجھتا ہے اور قرآن مجید یا حدیثِ نبوی کو پسِ پشت ڈال دیتا ہے۔ کیا یہ کفر کی علامت نہیں ؟ کیا اپنے مذہب کی باتوں یا اپنے امام یا اپنے پیر کی باتوں کو دین میں داخل کرنا شرک فی الدّین نہیں ؟

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

(۱۰) اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ○ (الانعام - ۱۵۹)

(اے رسول !) جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا اور فرقے فرقے بن گئے ان سے آپ کا کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے، پھر وہی (قیامت کے دن) انہیں بتائے گا کہ وہ کیا کرتے رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے اس امّت کو اہلِ کتاب کی طرح فرقے بنانے سے منع کیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا :-

(۱۱) وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْبَيِّنٰتُ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ○

(آل عمران - ۱۰۵)

(اے ایمان والو !) تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو فرقے فرقے بن گئے اور کھلے دلائل آجانے کے بعد بھی اختلاف پر (قائم) رہے۔ ایسے لوگوں کے لئے بڑا عذاب ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

⑫ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران-۱۰۳)

اور (اے ایمان والو!) تم سب مل کر اللہ کی رسّی کو مضبوطی سے پکڑ لو اور فرقے فرقے نہ بنو۔

الغرض اللہ تعالیٰ نے بار بار تاکید کی تھی کہ فرقے نہ بنانا لیکن اہلِ کتاب کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اس اُمّت میں بھی وہی ہوا جو اہلِ کتاب میں ہوا تھا۔ مختلف فرقے بن گئے اور ہر فرقہ جو کچھ اس کے پاس ہے بس اسی میں مگن ہے اور اپنے کو حق سمجھتا ہے۔

اہلِ قرآن، اہلحدیث، حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، خارجی، شیعہ، نقشبندی سہروردی وغیرہ نام کا کوئی فرقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بس ایک جماعت تھی اور وہ جماعت المسلمین تھی۔ اس زمانہ میں بس صرف ایک جماعت المسلمین کا وجود تھا اور اس کے علاوہ کسی فرقے کا وجود نہیں تھا۔ ایک موقعہ پر عید گاہ میں حاضری کے سلسلہ میں آپ نے ان خواتین کے متعلق جو اذیّت ماہانہ میں ہونے کی وجہ سے نماز میں شریک نہ ہو سکیں فرمایا تھا:-

فَاَمَّا الْحُیَّضُ فَیَشْهَدْنَ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِیْنَ وَدَعْوَتَهُمْ وَیَعْتَزِلْنَ مُصَلَّاهُمْ۔ (صحیح بخاری کتاب العیدین باب اعتزال الحیض المصلیٰ جزء ۲ صـ۲۸)۔

جو عورتیں اذیّت ماہانہ میں ہوں وہ بھی جماعت المسلمین اور ان کی دعاؤں میں شریک رہیں البتہ نماز پڑھنے کی جگہ سے علیحدہ رہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایمان والوں کی جماعت کا نام جماعت المسلمین تھا اور اسی نام کی جماعت سے چمٹے رہنے کی ہدایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی تھی۔ جیسا کہ اوپر گذر چکا ہے۔

آخر میں ہم پھر قارئین سے گذارش کرتے ہیں کہ آیئے، ایک مرکز پر جمع ہو جایئے تمام فرقوں کو ختم کر دیجئے، آپ کا کوئی نام نہ ہو سوائے مسلم کے، آپ کی کوئی جماعت